دار الافتاء
٢٨/٢٢٥٩

بسم اللہ الرحمان الرحیم ط

محترم و مکرم جناب مفتیان کرام جامعہ دار العلوم کراچی کورنگی

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام، مفتیانِ عظام ~~اس مسئلے~~

~~بارے میں جو:~~

میت کے ورثاء کی طرف سے میت کے کھانے کے سلسلے کے بارے میں

کہ ورثاء پہلے دن کا کھانا دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس کھانے

میں کون سے مہمان شریک ہو سکتے ہیں۔

کیا میت اس سلسلے میں اپنے تہائی مال سے ضیافت کی وصیت کر سکتا

ہے یا نہیں؟ اور کیا کوئی مقتدا آدمی مروجہ طریقے پر کھانا دے سکتا ہے یا نہیں

اور کیا کوئی غیر وارث رشتہ دار اس موقعہ پر پہلے دن کی ضیافت اپنی

طرف سے کر سکتا ہے یا نہیں؟

مظاہر حق کی جلد نمبر ۵ حدیث نمبر ۴۳ خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فی جنازۃ الی قولہ ونحن معہ فجیئ بالطعام فوضع یدہ ثم وضع

القوم فاکلوا ۔۔۔ الخ کی شرح سے مسئلہ مأخوذ ہے۔ قرآن و حدیث

کی روشنی میں تفصیلی جواب مطلوب ہے۔

جوابی لفافہ ساتھ موجود ہے

(جواب منسلکہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

نماز جنازہ کی ادائیگی کیلئے مقامی احباب کے ~~حوالے~~ علاوہ

~~[illegible]~~ دور دراز سے احباب آتے ہیں جن کے آنے جانے

پر ۳ سے ۵ گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں۔ ان احباب کو

کھلانے کا جواز ہے؟ میت کے ورثاء بالغ ہوں یا نابالغ ہوں

دوسری بات یہ ہے کہ میت خود وصیت کر جائے

یا رقم مختص کر جائے کہ اس میں سے جنازہ پر شریک ہونے

والے مہمانوں کو کھانا کھلایا جائے؟

قرآن و سنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں

والسلام
٩٥٢ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا ومصليا

﴿۱﴾۔۔۔ میت کے پڑوسیوں اور دور کے رشتہ داروں کا ایک دن، ایک رات تک میت کے گھر والوں کی مدد کے لیے کھانا بھیجنا مستحب ہے، لیکن یہ بات واضح رہے کہ یہ احسان کے قبیل سے ہے، جس کے لئے رضامندی اور خوش دلی سے دینا ضروری ہے، اپنی اپنی استطاعت کے مطابق تعاون کریں کہ نہ کسی پر جبر کیا جائے اور نہ کوئی شرما شرمی میں دے، تو اس طرح کا تعاون نہ صرف جائز ہے بلکہ شریعت میں اس طرح کا تعاون کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور یہ باعثِ اجر وثواب بھی ہے، جیسا کہ حدیث میں اس عمل کی ترغیب دی گئی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت جعفر بن أبي طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کیا جائے، وہ ایسے حال میں ہیں کہ کھانا تیار کرنے کی طرف توجہ نہ کرسکیں گے۔

لیکن آجکل اس کھانا کھلانے میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں، چنانچہ:

بعض جگہ ادلا بدلے کا خیال رکھا جاتا ہے، اور دیکھا جاتا ہے کہ جیسا ہم نے دیا تھا، ویسا ہی واپس کیا ہے، یا کم درجہ کا، قریبی رشتہ داروں کی موجودگی میں اگر دور کا رشتہ دار بھیجنا چاہے، تو اسے معیوب سمجھا جاتا ہے اور قریبی رشتہ دار اگرچہ تنگدست ہوں، بدنامی کے خوف سے پر تکلف اور بڑھیا کھانا بھیجنا ضروری سمجھتے ہیں، اگرچہ اس کے لئے ان کو قرض ہی کیوں نہ لینا پڑے، یہ سب رسمیں خلاف شریعت ہیں، کھانا بھیجنے میں بے تکلفی اور سادگی سے کام لینا چاہیے، جس عزیز کو توفیق ہو، وہ کھانا بھیج دے، نہ ادلے بدلے کا خیال کرنا چاہیے، نہ اس کا کہ قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور کا رشتہ دار کیسے بھیج دے بعض لوگ دور کے رشتہ دار کو ہرگز بھیجنے نہیں دیتے، یہ سب امور قابل اصلاح ہیں۔(احکام میت بتصرف:۳۹۰)

﴿۲﴾۔۔۔ مگر اہلِ میت کی طرف سے دعوتِ طعام کا اہتمام درست نہیں، لہذا تعزیت کے لیے آنے والوں کے واسطے میت کے گھر والوں کا اہتمام سے کھانا پکوانا اور آنے والوں کی خصوصاً عمدہ کھانوں سے دعوت کرنا خلافِ سنت ہے، البتہ جو لوگ میت کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوں اور وہ اتفاقاً بغیر بلائے اہل خانہ کے گھر جمع ہوجائیں تو جن لوگوں نے میت کے گھر والوں کے لیے کھانا بھجوایا ہے اگر ان کی طرف سے اجازت ہو تو میت کے گھر والوں کے علاوہ دوسروں کا بھی یہ کھانا کھانا جائز ہے، نیز دور سے آنے والے وہ مہمان جن کا واپس جانا دشوار ہو وہ بھی کھلانے والوں کی اجازت سے شریک ہوسکتے ہیں، لیکن قرب وجوار کے رہنے والوں کو چاہیے کہ تعزیت کے بعد وہ کھانے کے انتظار میں نہ رہیں، بلکہ حسبِ ضرورت اہلِ خانہ کے پاس رکنے کے بعد اپنے اپنے گھر چلے جائیں تا کہ میت کے گھر والوں پر بوجھ نہ پڑے۔

(جاری ہے...)

دار الافتاء

Scanned with CamScanner

﴿۳﴾۔۔۔واضح رہے کہ حضرتِ جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں میت کے گھر والوں کی طرف سے دعوت کرنے کو نوحہ میں داخل کیا گیا ہے اور متاخرین فقہاء اَحناف رحمۃ اللہ علیہم نے اسے بری بدعت (بدعہ مستقبحہ) فرمایا ہے۔

البتہ مسئولہ صورت میں اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے صحتیابی کے زمانہ میں اس ضیافت کو لازم نہ سمجھتے ہوئے یہ وصیت کرے کہ "میرے جنازہ پر شریک ہونے والے مہمانوں کو کھانا کھلایا جائے"، یا اس مقصد سے رقم علیحدہ کر جائے تو تہائی مال کے اندر اندر یہ وصیت مباح ہونے کی وجہ سے نافذ کر دی جائے گی، کیونکہ کھانا کھلانا بذاتِ خود مستحب ہے، اور میت کی طرف سے ہونا ایک عارض ہے، لہٰذا اصل وصیت پوری کرنے کی گنجائش ہو گی۔

سنن ابن ماجه (١/ ٥١٤)

١٦١٠ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **«اصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَقَدْ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ، أَوْ أَمْرٌ يَشْغَلُهُمْ»**۔

سنن أبي داود (٣/ ٢٤٤)

٣٣٣٢ -عَنْ رَجُلٍ، مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوصِي الْحَافِرَ: «أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ، أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ»، **فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِي امْرَأَةٍ فَجَاءَ وَجِيءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ، ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ، فَأَكَلُوا**، فَنَظَرَ آبَاؤُنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوكُ لُقْمَةً فِي فَمِهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا»، فَأَرْسَلَتِ الْمَرْأَةُ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَرْسَلْتُ إِلَى الْبَقِيعِ يَشْتَرِي لِي شَاةً، فَلَمْ أَجِدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى جَارٍ لِي قَدِ اشْتَرَى شَاةً، أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا بِثَمَنِهَا، فَلَمْ يُوجَدْ، فَأَرْسَلْتُ إِلَى امْرَأَتِهِ فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَطْعِمِيهِ الْأُسَارَى»۔

سنن أبي داود (٣/ ٤٠٢)

٣٧٥٦ - عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ خِرِّيتٍ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ النَّبِىَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ أَنْ يُؤْكَلَ

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (١٧/ ٢١٤-٢١٥)

وقال الزيلعي ولا بأس بالجلوس للمصيبة إلى ثلاث من غير ارتكاب محظور من فرش البسط والأطعمة من أهل الميت

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٦٦٥-٦٦٦)

أوصى (بأن يتخذ الطعام بعد موته للناس ثلاثة أيام فالوصية باطلة) كما في الخانية عن أبي بكر البلخي، وفيها **عن أبي جعفر: أوصى باتخاذ الطعام بعد موته ويطعم**

(جاری ہے...)

Scanned with CamScanner

الذين يحضرون التعزية جاز من الثلث، ويحل لمن طال مقامه ومسافته لا لمن لم يطل ولو فضل طعام إن كثيرا يضمن وإلا لا اهـ. قلت: وحمل المصنف الأول على طعام يجتمع له النائحات بقيد ثلاثة أيام فتكون وصية لهن فبطلت والثاني على ما كان لغيرهن.

[رد المحتار]

(قوله فالوصية باطلة) هو الأصح كما في جامع الفتاوى **(قوله ويطعم) أي وبأن يطعم تأمل (قوله ويحل لمن طال مقامه ومسافته) ويستوي فيه الغني والفقير خانية وتفسير طول المسافة أن لا يبيتوا في منازلهم ظهيرية والمراد أن لا يمكنهم المبيت فيها لو أرادوا الرجوع إليها في ذلك اليوم** (قوله يضمن) الظاهر أن هذا إذا لم يقدر الموصي مقدارا معلوما (قوله وحمل المنصف الأول) أي ما في المتن من البطلان (قوله بقيد ثلاثة أيام) الباء للسببية، وعبارة المصنف وما ذكر عن أبي بكر البلخي مقيد بثلاثة أيام، **وفي اليوم الثالث تجتمع النائحات فتكون وصية لهن فبطلت** اهـ **الظاهر أنه في عرفهم كذلك** وكأنه أخذه مما في الخانية عن أبي القاسم أن حمل الطعام إلى أهل المصيبة في الابتداء غير مكروه لاشتغالهم بتجهيز الميت ونحوه، وأما في اليوم الثالث فلا يستحب، لأن فيه تجتمع النائحات فيكون إعانة على المعصية.

أقول: وعلل السائحاني للبطلان بأنها وصية للناس، وهم لا يحصون كما لو قال أوصيت للمسلمين، وليس في اللفظ ما يدل على الحاجة فوقعت تمليكا من مجهول فلم تصح اهـ (قوله والثاني) وهو القول بالجواز.

أقول: قدمنا أن القول الأول هو الأصح، وظاهره الإطلاق ويؤيده ما في آخر الجنائز من فتح القدير حيث قال: ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور وهي بدعة مستقبحة روى الإمام أحمد عن جرير بن عبد الله قال كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت، وصنعهم الطعام من النياحة ويستحب لجيران أهل الميت والأقرباء الأباعد تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم لقوله - صلى الله عليه وسلم - «اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جاء ما يشغلهم» حسنه الترمذي وصححه الحاكم.

الفقه الإسلامي وأدلته-أ. د. وهبة الزحيلي (١٠/ ١٩٩)

ألا يكون الموصى به معصية أو محرماً شرعاً: لأن القصد من الوصية تدارك ما فات في حال الحياة من الإحسان، فلا يجوز أن تكون معصية، وللمعصية أمثلة من كل مذهب: فمن أمثلة الحنفية (١) : **الوصية بطعام تجتمع له النائحات بعد موته،**

(جاری ہے...)

Scanned with CamScanner

أو بتطيين القبر، أو ضرب قبة أو تشييد بناء عليه، أو دفنه في داره، أو المغالاة في كفنه والوصية بقراءة على القبور أو في المنازل، **فكل تلك الوصايا باطلة**

الفقه الإسلامي وأدلته-أ. د. وهبة الزحيلي (١٠/ ٢٠٠)

وإذا أوصى باتخاذ طعام في المآتم، فيصح بشرط أن يأكل منه المسافرون والبعيدون عن جهة المتوفى.

مراقي الفلاح (ص: ٢٣٣)

(تتمة) **قال كثير من متأخرة أئمتنا رحمهم الله يكره الاجتماع عند صاحب جلوس على باب الدار للمصيبة** فإن ذلك عمل أهل الجاهلية ونهى النبي صلى الله عليه و سلم عن ذلك ويكره في المسجد **ويكره الضيافة من أهل الميت لأنها شرعت في السرور لا في الشرور وهي بدعة مستقبحة** وقال عليه السلام " لا عقر في الإسلام " وهو الذي كان يعقر عند القبر بقرة أو شاة ويستحب لجيران الميت والأباعد من أقاربه تهيئة طعام لأهل الميت يشبعهم يومهم وليلتهم لقوله صلى الله عليه و سلم " **اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جاءهم ما يشغلهم** " ويلح عليهم في الأكل لأن الحزن يمنعهم فيضعفهم والله ملهم الصبر ومعوض الأجر وتستحب التعزية للرجال والنساء اللاتي لا يفتن لقوله صلى الله عليه و سلم " من عزى أخاه بمصيبة كساه الله من حلل الكرامة يوم القيامة " وقوله صلى الله عليه و سلم " من عزى مصابا فله مثل أجره"———— واللہ تعالیٰ أعلم وعلمہ أتم وأحکم

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
١٥/رجب المرجب/١٤٤١ھ
١١/مارچ/٢٠٢٠ء

الجواب صحیح
[signature]
نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
١٦/رجب المرجب/١٤٤١ھ
١٢/مارچ/٢٠٢٠ء

[signature]
محمد فائق (اسلام آبادی) غفرلہ ولوالدیہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
١٥/رجب المرجب/١٤٤١ھ
١١/مارچ/٢٠٢٠ء

الجواب صحیح
[signature]
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
١٦/رجب المرجب/١٤٤١ھ
12/مارچ/٢٠٢٠ء

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
١٦/رجب المرجب/١٤٤١ھ
12/مارچ/٢٠٢٠ء

دار الافتاء
فتوی نمبر ٢٨/٢٢٥٩

Scanned with CamScanner